دسمبر مجھے راس آتا نہیں!

محمد یاسر حبیب

دنیا کا یہ دستور ہے کہ اس دنیا میں بسنے والوں انسانوں نے اپنی اپنی سہولتوں کے لیے دنوں کو ناموں سے منسوب کر کے اتنے لمبے وقت کو محدود کر دیا ہے، پھر ان دنوں کو بھی اپنی آسانی کے لیے ہفتوں مہینوں اور سالوں کے ناموں سے منسوب کر دیا ہے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق دسمبر کا یہ مہینہ سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے، شعراء کی اصطلاح میں دسمبر کا مہینہ بڑا خاص ہوتا ہے یہ وہ مہینہ ہوتا ہے جو محبوب کی دوری کی یاد دلاتا ہے، دسمبر کے یہ دن محبوب کی یادیں لے کر آتے ہیں کسی شاعر نے کہا ہے: گذرتا ہوا سال جیسے بھی گذرا، مگر سال کے آخری دن نہایت کٹھن ہیں، سنو! نئے سال کی مسکراتی ہوئی صبح میں، یہ بجھتا ہوا دل دھڑکتا تو ہے، مسکراتا نہیں، دسمبر مجھے راس آتا نہیں۔ گویا کہ دسمبر کا مہینہ بیتے ہوئے تمام ایام کو سمیٹ کر ان کے احتساب کا مہینہ ہوتا ہے، جن بیتے ایام میں ایک شاعر اپنی پرانی محبتوں کو نئے سرے سے جوان کر کے ان محبتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور پھر جس لمحے اس کا یہ خواب ٹوٹتا ہے تو اس ٹوٹے ہوئے دل سے بڑے درد کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے سنو! نئے سال کی مسکراتی ہوئی صبح میں، یہ بجھتا ہوا دل دھڑکتا تو ہے مسکراتا نہیں، دسمبر مجھے راس آتا نہیں۔

کچھ شاعروں نے دسمبر کے اس مہینے سے بہت سی توقعات وابستہ کر لی ہیں اور کہا ہے: دسمبر اب کے آؤ تو تم اس شہر تمنا کی خبر لانا، کہ جس میں جگنو کی کہکشاں جھلملاتی ہے، جہاں تتلی کے رنگوں سے فضائیں مسکراتی ہیں، وہاں چاروں طرف خوشبو وفا کی ہے، اور اس کو جو بھی، پوروں سے، نظر سے چھو گیا پل بھر، مہک اٹھا، دسمبر اب کے آؤ تو تم اس شہر تمنا کی خبر لانا، جہاں پر ریت کے ذرے ستارے ہیں، گل و بلبل، ماہ انجم وفا کے استعارے ہیں، جہاں دل وہ سمندر ہے، جس کے کئی کنارے ہیں، دسمبر ہم سے نہ پوچھو ہمارے شہر کے بابت، یہاں آنکھوں میں گذرے کارواں کی گرد ٹھری ہے، محبت برف جیسی ہے یہاں، یہاں دل کے لہو میں، اپنی پلکوں کو ڈبو کر ہم، سنہرے خواب بنتے ہیں، پھر انہیں خوابوں میں جیتے ہیں، انہی خوابوں پہ مرتے ہیں، دریدہ روح کو لفظوں سے سینا گو نہیں ممکن، مگر پھر بھی، دسمبر اب کے آؤ تو تم اس شہر تمنا کی خبر لانا۔

ہم میں سے ہر ایک کی زندگی میں بھی دسمبر کا یہ مہینہ ہر سال آتا ہے اور اپنے ساتھ پچھلے وقتوں کی بہت سی یادیں اور باتیں لے کر آتا ہے، ان یادوں میں کچھ یادیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمارے چہرے پہ مسکراہٹیں بکھیر دیتی ہیں اور کچھ یادیں ایسی ہوتی ہیں جو تلخ ہوتی ہیں جنہیں ہم کبھی یاد نہیں کرنا چاہتے لیکن وہ یادیں انمٹ ہوتی ہیں جن کے زخم برسوں کی مسافتیں بھی مندمل نہیں کر پاتیں، وہی یادیں آنکھوں کے سمندر میں طلاطم بپا کر کے انہیں چھلکنے پر مجبور کر دیتی ہیں، ان یادوں میں کہیں کسی کی دوری کا غم پنہاں ہوتا ہے تو کہیں زندگی کے کسی موڑ پہ کسی اپنے کے بچھڑ جانے کا دکھ دبا ہوتا ہے، جسے کچھ لوگ لفظوں کے موتیوں میں پرو کر اپنی اس کیفیت کو زباں دیدیتے ہیں۔ اب تک دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے شعراء گذر رہے ہیں ان میں سے بہت سوں نے اپنے الفاظ کو لفظوں کی مالا میں اس خوبصورتی کے ساتھ پرو یا کہ ان کے کہے ہوئے اشعار انسانی جذبات کے ترجمان بن گئے۔

دسمبر کا یہ مہینہ سال کا آخری مہینہ ہے اگر ہم مجموعی طور پر گذرنے والے اس سال کا موازنہ کریں تو ہمیں احساس ہوگا کہ اس پورے سال میں ہم نے کس کس کو کیا دیا، اگر ہمارا پورا معاشرہ پورے سال میں ایک دن اپنے لیے مخصوص کر لے جس میں وہ اپنے گذرنے والے پورے سال کا محاسبہ کرے تو یقیناً اگلا آنے والا سال ہمارے لیے خوشیوں کی نوید لے کر آئے گا، بس شرط اتنی سی ہے کہ یہ محاسبہ ہمارے معاشرے سے جڑا ہر فرد کرے خواہ اس کا تعلق شعبہائے زندگی کے کسی بھی گوشے سے ہو اور یہ محاسبہ سچا ہو، دفتر کے چپڑاسی سے لے کر اس کا مالک تک ہر ایک اپنا محاسبہ بذاتِ خود کرے کہ اس سال ہم میں سے ہر ایک نے کس کس کو کیا دیا، خاص کر اس ملک کو کیا دیا وہ ملک جس نے ہمیں پہچان دی، دنیا میں ایک نام دیا آخر ہم نے ایسا کیا کیا ہے اب تک اس ملک کے لیے، سیاستدان بھی سوچیں اور حکمران بھی سوچیں، اور یہ عہد کر لیں کہ گذرنے والا سال جیسے بھی گذر گیا لیکن ہم اس نئے آنے والے سال کو ایسے جانے نہیں دیں گے یہ سال ملک کی ترقی کا سال ہوگا، اس آنے والے سال میں ہم سب اس ملک کو خوب سے خوب تر بنائیں گے اگر ہم

نے یہ عزم کرلیا اور صدقِ دل سے اس پر کاربند ہوگئے تو یقین جانیے پھر اس ملک خودمختاری کی طرف کوئی میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکے گا کسی میں یہ ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے ظالمانہ فیصلے ہم سے منوانے کی جرأت کر سکے، اگر ہم نے یہ عزم کرلیا تو پھر ہمیں مطمئن رہنا چاہئے کہ آئندہ کوئی بھی دنیا کی سپر پاور طاقت ہمیں یہ دھمکی دے کر مجبور نہیں کر سکے گی کہ ہماری بات نہ مانی تو پتھر کے زمانے میں پہنچا دیے جاؤ گے۔

اگرچہ یہ محاسبہ ہمیں ہر روز کرنا چاہئے لیکن کیا کریں ہم اتنے سہولت پسند ہوگئے ہیں کہ ہم نے بہت سی چیزوں کو خاص دنوں تک محدود کر دیا ہے اور اب وہ ہمیں اسی مخصوص دن میں ہی اچھی لگتی ہیں خواہ وہ فادرز ڈے ہو یا مدر ڈے، لیبر ڈے ہو یا علامہ اقبال ڈے یا کوئی اور ڈے، تو کیوں نہ ایک نئے دن کا بھی اضافہ کر دیا جائے، جس ایک دن میں ہم اپنے آپ کو سنوار سکیں اپنے گذرے کل کی غلطیوں سے سبق سیکھ سکیں، کیا پتہ اس دن کو مخصوص کرنے سے کوئی ایک تو ایسا ہو جو اس دن اپنا محاسبہ کر کے اپنے آنے والے کل کو روشن کر دے اور دسمبر کا گذرنے والا یہ مہینہ اس کو راس آجائے۔